https://farid.ps/articles/israel_and_the_doctrine_of_divine_right/ur.html

اسرائیل اور الٰہی حق کا نظریہ: جب بقا مزاحمت کا تقاضا کرتی ہے

> "جو لوگ پرامن انقلاب کو ناممکن بناتے ہیں، وہ پرتشدد انقلاب کو ناگزیر کر دیتے ہیں۔"
> - جان ایف کینیڈی

تعارف: جب قانون تحفظ نہیں دیتا

بین الاقوامی قانون طاقت کو روکنے کے لیے بنایا گیا تھا - کمزوروں کی حفاظت اور طاقتوروں کو محدود کرنے کے لیے۔ لیکن اسرائیل اور فلسطین کے معاملے میں یہ وعدہ ٹوٹ چکا ہے۔ آج، قانون **قابض کے لیے ڈھال** اور **مقبوضہ کے لیے پنجرہ** کے طور پر کام کرتا ہے۔

فلسطینیوں کو بتایا جاتا ہے کہ مزاحمت - پرامن ہو یا مسلح - غیر قانونی ہے۔ وہ چاہے غیر مسلح مارچ کریں یا طاقت سے مقابلہ کریں، ان کی مذمت کی جاتی ہے۔ دریں اثنا، اسرائیل طاقتور اتحادیوں کی حمایت اور سیکورٹی اور تاریخی صدمات کی داستانوں میں چھپ کر بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی بغیر سزا کے کرتا ہے۔

یہ مضمون یہ استدلال کرتا ہے کہ **عوام**، بالکل ریاستوں کی طرح، **فنا کے خلاف دفاع کا فطری حق** رکھتے ہیں۔ جیسے اقوام متحدہ کے چارٹر کا آرٹیکل 51 کسی قوم کے خود دفاعی حق کی تصدیق کرتا ہے، اسی طرح **بے ریاست اور مظلوم** کو بھی مزاحمت کا حق تسلیم کیا جانا چاہیے۔ جب پرامن احتجاج کو کچل دیا جاتا ہے اور قانون کو منتخب طور پر نافذ کیا جاتا ہے، تو مزاحمت نہ صرف جائز ہوتی ہے - بلکہ بقا کے لیے ضروری ہو جاتی ہے۔

اسرائیل کی قانونی استثنیٰ اور بین الاقوامی معیارات کا زوال

عقود سے اسرائیل بین الاقوامی قانون کے بنیادی اصولوں کی بغیر سزا کے خلاف ورزی کرتا رہا ہے۔ **عالمی عدالت انصاف (ICJ)** نے فلسطینی علاقوں پر اس کے قبضے کو غیر قانونی قرار دیا۔ اس کی جاری آبادکاری کی سرگرمیاں **چوتھے جنیوا کنونشن** کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔ غزہ کی ناکہ بندی - جسے **ایمنسٹی انٹرنیشنل** نے اجتماعی سزا قرار دیا - نے ایک انسانی بحران پیدا کیا ہے۔

ان نتائج کے باوجود، **کوئی حقیقی نتائج** سامنے نہیں آئے:

- **کوئی پابندیاں نہیں**، یہاں تک کہ 2024 میں ICJ کے مشاورتی رائے کے بعد بھی جو اسرائیل کے ساتھ تعلقات پر نظرثانی کا مطالبہ کرتی تھی۔
- عظیم واپسی مارچ سے متعلق **ICC کے گرفتاری کے وارنٹ** جاری نہیں کیے گئے، حالانکہ جنگی جرائم کے واضح ثبوت موجود ہیں۔
- عالمی طاقتوں کی طرف سے بین الاقوامی فیصلوں کی **کوئی نفاذ** نہیں۔

بین الاقوامی قانون صرف اس وقت کام کرتا ہے جب اسے **عالمی طور پر نافذ** کیا جائے۔ جب یہ کمزوروں کو سزا دیتا ہے اور طاقتوروں کی حفاظت کرتا ہے، تو یہ اپنی شرعیت کھو دیتا ہے۔ فلسطینیوں کو قانون کی پیروی کرنے کے لیے کہا جاتا ہے - لیکن قانون اب ان کی حفاظت نہیں کرتا۔

عظیم واپسی مارچ: جب پرامن احتجاج پر گولی چلائی جاتی ہے

2018 میں، غزہ میں دسیوں ہزار فلسطینی **عظیم واپسی مارچ** میں شامل ہوئے - پرامن احتجاجوں کی ایک سلسلہ جس میں اپنے آبائی گھروں میں واپسی اور ناکہ بندی کے خاتمے کا مطالبہ کیا گیا۔ اسرائیل کا جواب مذاکرات نہیں، بلکہ سنائپر کی فائرنگ تھا۔

2019 کے آخر تک:

- **214 فلسطینی ہلاک** ہوئے، جن میں **46 بچے** شامل تھے،
- **36,000 سے زائد زخمی** ہوئے، جن میں سے بہت سے **مستقل طور پر معذور** ہو گئے،
- **156 اعضاء کاٹے گئے**،
- **27 ریڑھ کی ہڈی کے زخموں سے مفلوج** ہوئے۔

اقوام متحدہ کی تحقیقاتی کمیشن نے پایا کہ زیادہ تر گولیوں کا نشانہ بننے والے فوری خطرہ نہیں تھے، اور اسرائیل کے رویے نے ممکنہ طور پر جنگی جرائم کا تشکیل دیا۔

اور پھر بھی - کوئی پابندیاں نہیں۔ کوئی گرفتاریاں نہیں۔ کوئی مقدمات نہیں۔ دنیا نے منہ موڑ لیا۔

اگر پرامن احتجاج کو گولیوں سے جواب دیا جاتا ہے، تو کون سا اخلاقی یا قانونی نظام عدم تشدد کا مطالبہ کر سکتا ہے؟ اس کے سامنے مزاحمت انتہا پسندی نہیں ہے - یہ متروک کردہ لوگوں کا آخری سہارا ہے۔

الٰہی حق کا نظریہ اور خودمختار استثنیٰ کی واپسی

اسرائیل کا تاریخی فلسطین پر صرف یہودی خودمختاری کا جواز اکثر نہ صرف جدید قانون بلکہ بائبلی وعدے پر مبنی ہوتا ہے - کہ خدا نے یہ زمین یہودی قوم کو دی۔ یہ مذہبی دعویٰ، جو امریکی ایوانجلیکلز کی طرف سے بڑے پیمانے پر حمایت یافتہ ہے، پالیسی اور استثنیٰ دونوں کو ایندھن دیتا ہے۔ آیات جیسے کہ "میں ان کو برکت دوں گا جو تمہیں برکت دیتے ہیں" (پیدائش 12:3) ریاستی تشدد کو مقدس بنانے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔

یہ الٰہی حق کے نظریے کی بازگشت ہے جو کبھی بادشاہوں نے مطلق العنان طاقت کو جواز دینے کے لیے استعمال کیا تھا:

- من مانی ٹیکس لگانے کا حق،
- **Ius primae noctis** (خودمختار کا حق تجاوز)،
- کسی کو قانون سے باہر قرار دینے کی طاقت، جس سے وہ تمام قانونی تحفظات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اس نظام میں بادشاہ قانون تھا - اور جو لوگ مزاحمت کرتے تھے وہ شہری نہیں، بلکہ مجرم تھے۔ آج فلسطینی اسی طرح کی حقیقت کا سامنا کر رہے ہیں۔ اسرائیل قانون سے بالاتر ایک خودمختار کے طور پر کام کرتا ہے۔ فلسطینی، جن کا علامتی مزاحمت بھی جرم قرار دیا جاتا ہے، ان کے ساتھ قانون سے باہر کی طرح سلوک کیا جاتا ہے - ایک ایسی آبادی جس کے خلاف ہر قسم کا تشدد جائز ہے۔

یہ یہود دشمنی نہیں ہے - یہ صیہونی حق کے دعوے کا رد ہے

لیکن یہ یہودیت نہیں ہے۔ یہودیت انصاف سکھاتی ہے، فتح نہیں۔ انبیاء رحم کی مانگ کرتے ہیں، غلبہ کی نہیں:

> "میں رب ہوں؛ میں نے تمہیں راستبازی میں بلایا ہے... میں تمہیں لوگوں کے لیے عہد اور قوموں کے لیے روشنی بناؤں گا۔"
>
> - یسعیاہ 42:6

حقیقی یہودی اخلاقیات عاجزی، انصاف اور مظلوموں کے لیے ہمدردی کا تقاضا کرتی ہیں۔ صیہونیت کا "چناؤ" کو **حق** کے دعوے میں تبدیل کرنا یہودیت کا تسلسل نہیں - یہ اس کی **خیانت** ہے۔

جینیاتی اصل اور واپسی کا قانون: ایک جدید مذہبی تضاد

اسرائیل کا **واپسی کا قانون (1950)** کسی بھی یہودی کو - جو کہ ایک یہودی نانا یا دادی والا کوئی شخص یا تبدیل شدہ مذہب والا ہے - ہجرت کرنے اور شہریت حاصل کرنے کا حق دیتا ہے، چاہے وہ یا ان کے آباؤ اجداد کبھی اس سرزمین پر رہے ہوں یا نہ رہے ہوں۔ اس کے برعکس، 1948 اور 1967 میں نکالے گئے فلسطینی - جن میں سے بہت سے فلسطین میں ہزاروں سال پرانے آبائی سلسلے کو ٹریس کر سکتے ہیں - کو **واپسی سے روک دیا گیا ہے۔**

یہ پالیسی یہودیوں پر ظلم کے رد عمل کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے مذہبی مضمرات **الٰہی حق** کے خیال کی عکاسی کرتے ہیں: کچھ لوگ اپنی مذہبی شناخت کی وجہ سے زمین پر **حقدار** ہیں؛ دوسرے، یہاں تک کہ وہ جو اس پر پیدا ہوئے، نہیں ہیں۔

جینیاتی تحقیق اس دعوے کو رد کرتی ہے۔ **فلسطینی عیسائی** اور بہت سے **فلسطینی مسلمان** جینومک مطالعات کے ذریعے ثابت ہوئے ہیں کہ وہ کنعانیوں اور ابتدائی اسرائیلیوں سمیت **قدیم لیوانٹین آبادیوں کے براہ راست نسلوں** ہیں۔ ان کا زمین سے تعلق **زیادہ گہرا، مسلسل اور مقام پر مبنی** ہے۔

اس طرح، واپسی کا قانون نہ صرف امتیازی ہے - یہ تاریخی طور پر پسماندہ ہے۔ یہ **مذہبی یا تارکین وطن دعووں** والوں کو مراعات دیتا ہے جبکہ **آبائی تسلسل** والوں کو واپسی سے انکار کرتا ہے۔

مزاحمت ایک حق کے طور پر: بقا اور خود ارادیت

اقوام متحدہ کے چارٹر کا آرٹیکل 51 اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ تمام اقوام کو **خود دفاعی کا فطری حق** حاصل ہے۔ لیکن بغیر ریاست کے لوگوں کا کیا ہوگا؟ محاصرے میں گھری ہوئی آبادی کا کیا ہوگا؟

فلسطینی فوجی خطرہ نہیں ہیں۔ وہ ایک **بے ریاست قوم** ہیں جو درج ذیل کا سامنا کر رہے ہیں:

- فوجی قبضہ،
- علاقائی تقسیم،
- منظم طریقے سے جائیداد سے محرومی،
- نسلی صفائی۔

ان سے پانی، صحت کی دیکھ بھال، تعلیم اور بنیادی نقل و حرکت سے انکار کیا جاتا ہے۔ ان کے بچوں کا فوجی عدالتوں میں مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ جب وہ پرامن طور پر احتجاج کرتے ہیں، ان پر گولی چلائی جاتی ہے۔ جب وہ فوجی طور پر مزاحمت کرتے ہیں، انہیں دہشت گرد کہا جاتا ہے۔

اس تناظر میں، مزاحمت ایک عیاشی نہیں ہے - یہ ایک **حیاتیاتی ضرورت** ہے۔ یہ بقا ہے۔

جب قانون ناانصافی بن جاتا ہے: باغی جو ہیرو بن گئے

تاریخ بھر میں، جب قوانین نے ظالموں کی حفاظت کی اور مظلوموں کو مجرم قرار دیا، مزاحمت نے ان قوانین کو توڑا - اور دنیا کو بدل دیا:

- **نیلسن منڈیلا**، دہشت گرد کے طور پر قید کیا گیا، بعد میں نوبل امن انعام جیتا۔
- **روزا پارکس**، شہری نافرمانی کے لیے گرفتار، نے ایک تحریک شروع کی۔
- **کلاؤس وون اسٹافنبرگ**، ہٹلر کو قتل کرنے کی کوشش کے لیے پھانسی دی گئی، اب ایک ہیرو کے طور پر عزت دی جاتی ہے۔

شہنشاہوں کے دور میں **باغی قانون سے باہر** تھے - تمام حقوق سے محروم، ریاست کی طرف سے شکار کیے گئے۔ لیکن یہ باغی تھے جنہوں نے **خودمختار استثنیٰ** کا خاتمہ کیا اور جدید انصاف کو جنم دیا۔

جب قانون لوگوں کی خدمت نہیں کرتا، تو بغاوت جرم نہیں ہے - یہ **بنیادی** ہے۔

نتیجہ: عذر کا خاتمہ، انصاف کی واپسی

اکثر کہا جاتا ہے کہ اسرائیل کو ہولوکاسٹ کے صدمے کے ذریعے سمجھنا چاہیے۔ کہ اس کے خوف ظلم و ستم میں جڑے ہوئے ہیں، اور اس کی سختی ایک دفاعی رد عمل ہے۔ اور واقعی، قانون اکثر پس منظر کو مدنظر رکھتا ہے - جیسے کہ ایک جج ملزم کے پر تشدد بچپن کو وزن دے سکتا ہے۔

لیکن ہولوکاسٹ سے **77 سال** گزر چکے ہیں۔ اسرائیل کوئی صدمے کا شکار بچہ نہیں ہے - یہ ایک ایٹمی ہتھیاروں سے لیس علاقائی طاقت ہے، جو لاکھوں کو مقبوضہ رکھتا ہے۔

صدمہ رویے کی وضاحت کر سکتا ہے۔ یہ **اسے ہمیشہ کے لیے معاف نہیں کرتا۔**

> جب ایک صدمے کا شکار فرد ظالم بن جاتا ہے، قانون مداخلت کرتا ہے۔ جب ایک صدمے کا شکار ریاست بار بار مجرم بنتی ہے، دنیا کو عمل کرنا چاہیے۔

اگر بین الاقوامی قانون کا کوئی معنی ہے، تو اسے **سب پر** लागو ہونا چاہیے۔ اگر امن ممکن ہونا ہے، تو اسے **انصاف** سے شروع ہونا چاہیے۔ اور جب پرامن راستے مسدود ہو جاتے ہیں - جب قانون ظلم کا آلہ بن جاتا ہے - **مزاحمت ایک فرض بن جاتی ہے۔**

تو، واپس لڑنا کوئی جرم نہیں ہے۔
یہ **اخلاقی ذمہ داری** ہے۔
یہ **بقا کی ایک کارروائی** ہے۔
یہ وہ لمحہ ہے جب **قانون سے باہر کا شخص عادل بن جاتا ہے۔**